مفسرِ قرآن حضرۃ مولانا

بانی صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مولانا محمد فیاض خان سواتی

ادارہ نشر و اشاعت

جامعہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ پاکستان

مولانا حافظ عبدالقدوس قارن
مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

’’قربانی کے تین ہی دن‘‘ بجواب ’’قربانی کے چار دن‘‘

ہر مسلک کے حضرات کو اپنا نظریہ بیان کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے، محض اپنے مخالف کو زیر کرنے کے لئے جھوٹ اور بددیانتی کا سہارا لینا شرعاً و اخلاقاً ہر اعتبار سے مذموم اور قبیح ہے مگر افسوس کہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوانے والے طبقہ نے اسی مذموم اور قبیح انداز کو زبان کی چاشنی اور قلم کی زینت بنا رکھا ہے، اس لئے کہ اس کے بغیر ان کی مسلکی گاڑی چلتی ہی نہیں اور یہی ان کی گاڑی کے پہیے ہیں۔

یہ حضرات وقتاً فوقتاً جمہور امت مسلمہ کے برخلاف اپنے مرجوح نظریہ کو اپنے اسی انداز سے مسلط کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں، اور کوئی نہ کوئی مسئلہ کھڑا کر دیتے ہیں اور ان تمام مسائل میں دلائل وہی پیش کئے جاتے ہیں جن کے جوابات ہمارے بزرگوں کی جانب سے کئی کئی بار دیئے جا چکے ہیں، ہمارے بزرگوں نے صرف جوابات ہی نہیں دیئے بلکہ غیر مقلدین کی جانب سے پیش کردہ دلائل پر ایسے اشکالات اور مدلل انداز میں اعتراضات وارد کئے ہیں جن کے جوابات غیر مقلدین پر لازم تھے مگر یہ حضرات جوابات دینے کی بجائے ان ہی پرانی باتوں کو انداز بدل بدل کر بار بار شائع کرنے کو ہی مسلکی خدمت سمجھتے ہیں، حق تو یہ تھا کہ جن باتوں کے جوابات دے دیئے گئے ہیں ان کو بار بار دہرانے کی بجائے جن اشکالات اور اعتراضات کے جوابات ان پر لازم تھے وہ جوابات دے کر بحث کو آگے بڑھاتے تا کہ اس کو مباحث مفیدہ میں شمار کیا جاتا مگر اس کی توقع ان حضرات سے بے سود ہے۔

چوتھے دن کی قربانی کا مسئلہ

۱۹۵۴ء میں مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب مرحوم نے اپنے مسلکی رسالہ الاعتصام لاہور میں ایک مضمون شائع کیا جس میں انہوں نے سارا زور اس پر صرف کیا کہ قربانی کے دن چار ہیں، اس کے جواب میں حضرت والد گرامی قدر امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدرؒ نے مسئلہ قربانی کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں محترم مولانا سلفی صاحب مرحوم کے دلائل کے احسن انداز سے

سے جناب حافظ محمد قاسم صاحب نے جہلم میں محترم مولانا سلفی صاحب مرحوم کی حمایت میں جوابات دیئے پھر ایام قربانی کے نام سے رسالہ لکھا جس میں انہوں نے بھرپور انداز میں اپنے روایتی مسلکی انداز کو اختیار کیا، اس کے جواب میں استاد محترم حضرت مولانا عبد القیوم صاحب ہزاروی دام مجدہم نے سیف یزدانی کے نام سے رسالہ لکھا۔ مسئلہ قربانی اور سیف یزدانی میں صرف ان حضرات کے دلائل کے جوابات ہی نہیں دیئے گئے بلکہ ان پر ایسے مدلل انداز میں اشکالات اور اعتراضات وارد کئے گئے ہیں جن کے جوابات ان حضرات کے ذمہ اب تک باقی ہیں یہ حضرات جوابات دے کر بحث کو مفید انداز میں آگے بڑھانے کی بجائے پرانی ہی باتوں کو دہرا کر اپنے حواریوں کو خوش کرنے میں مگن ہیں۔

پرانا مضمون تازہ اشاعت

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ۹ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۷ نومبر تا ۳ دسمبر ۲۰۰۹ء کے شمارہ میں ’’قربانی کے چار دن‘‘ کے عنوان سے ایک ایسی شخصیت کا مضمون شائع کیا گیا ہے جس کو اس دنیا سے رخصت ہوئے بھی تقریباً پچیس سال ہو چکے ہیں، اس مضمون میں اکثر باتیں وہی ہیں جو مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی مرحوم اور حافظ محمد قاسم صاحب کی تحریر میں تھیں جن کے جوابات دیئے جا چکے ہیں۔

جریدہ کے ذمہ دار حافظ عبد الوہاب صاحب روپڑی نے اس شخصیت کا تعارف کراتے ہوئے انتہائی غلط بیانی اور ناانصافی کا مظاہرہ کیا ہے جبکہ اس شخصیت کا مختصر تعارف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مفاد کی خاطر غیر مقلدیت کے نالہ میں گر کر الحاد و زندقہ کے گٹر میں پہنچ جانے والی شخصیت تھی۔

تعارف میں پہلا جھوٹ

حافظ عبد الوہاب صاحب روپڑی نے مضمون نگار کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ مولانا مفتی عبد الرحمٰن فاضل دیوبند ایک بہت بلند پایہ عالم دین اور مولانا سرفراز خان صفدر کے ہم عصر اور ہم وطن تھے، الخ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند تھے، ماہنامہ بینات کراچی شمارہ جون ۱۹۷۵ء میں مفتی سیاح الدین صاحب کاکاخیل نے مولوی عبد الرحمٰن صاحب کا تفصیلی تعارف پیش کیا، مفتی سیاح الدین صاحب کاکاخیل بھی اسی لائل پور (فیصل آباد) میں رہتے تھے جہاں مولوی عبد الرحمٰن صاحب رہتے تھے اور مفتی صاحب ان مولوی صاحب کے کردار سے بخوبی واقف تھے، مفتی سیاح الدین صاحب نے واشگاف الفاظ میں لکھا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مولوی عبد الرحمٰن فاضل دیوبند ہے، اگر مولوی عبد الرحمٰن خود کو فاضل

دیو بند کہتا ہے تو وہ دیو بند کی سند پیش کرے مگر نہ وہ خود اپنے آپ کو فاضل دیو بند ثابت کر سکا اور نہ ہی اس کو فاضل دیو بند لکھنے والے کوئی ثبوت دے سکے۔ پھر ۱۹۸۲ء میں جماعت مبلغین اہلسنت والجماعت گوجرانوالہ کی جانب سے اس پمفلٹ شائع کیا گیا جس کا نام رکھا گیا ''وسواس الشیطان علی قلب ملا عبدالرحمٰن یعنی عبد الرحمٰن فیصل آبادی کی مکاریاں'' یہ پمفلٹ میں بھی وضاحت کی گئی کہ مولوی عبدالرحمٰن کو فاضل دیو بند کہنا خالص جھوٹ اور سراسر افتراء ہے، اس حقیقت کے آشکارا ہو جانے کے باوجود تازہ اشاعت میں مولوی عبد الرحمٰن کو فاضل دیو بند لکھنے کی حرکت کو غیر مقلدانہ جسارت کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

دوسرا جھوٹ

مولوی عبدالرحمٰن صاحب کا تعارف کروانے والے نے لکھا کہ وہ دیو بندی مکتبہ فکر کے بہت بڑے ناقد اور محقق علماء میں سے ایک تھے، الخ یہ بھی خالص جھوٹ ہے اس لئے کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب صرف ایک مدرس تھے انہوں نے تو باقاعدہ افتاء کا کورس بھی نہیں کیا ہوا تھا اور نہ ہی دیو بندی مکتبہ فکر میں وہ کبھی محقق اور ناقد علماء میں شمار کئے گئے، البتہ غیر مقلد ہو جانے کے بعد غیر مقلدین نے ضرور اس کو نامور محقق، بلند پایہ عالم اور بہت بڑے ناقد کے القابات سے نوازا۔

تیسرا جھوٹ

تعاف کرانے والے نے لکھا کہ مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیو بند نے مولانا سرفراز خان صفدر سے بھی رابطہ کیا لیکن یہی رابطہ مسلک اہلحدیث کے قبول کرنے کا سبب بنا، الخ، یہ بھی خالص جھوٹ ہے اس لئے کہ جب مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر کو خط لکھنے اور جواب نہ ملنے کا ذکر کیا تو اس بارہ میں ۱۹۸۲ء میں ایک سوال میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحبؒ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا، راقم اثیم بلاخوف لومۃ لائم اس کی واضح الفاظ میں تردید کرتا ہے کہ ایسا کوئی خط مولانا کا میرے پاس نہیں آیا اور نہ راقم کے علم میں کوئی ایسی بات ہے، اگر خط آیا ہوتا تو ضرور ان کو جواب دیا جاتا کیونکہ بفضلہ تعالیٰ،"

'کلک ما نیز زبانے و بیانے دارد' (وسواس الشیطان ص ۲۲)

مضمون نگار کا اصل تعارف

مرنے والے کے عیوب پر پردہ ڈالنا ہی بہتر ہوتا ہے مگر کسی مصلحت کی خاطر کبھی ان کو ظاہر کرنا مجبوری

بن جاتی ہے، جب غیر مقلدین کی جانب سے اس کو انتہائی بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا تو عوام الناس کو اس کی اصل حقیقت سے آگاہ کرنا مجبوری بن گئی۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب کی زندگی میں ہی اس کے رہائشی شہر لائل پور (فیصل آباد) میں رہنے والے اس کے کردار سے واقف مفتی سیاح الدین صاحب کاکاخیل نے ۱۹۷۵ء میں ماہنامہ بینات کراچی میں اس کا تفصیلی تعارف شائع کیا، اور اس تعارف کا خلاصہ جماعت مبلغین گوجرانوالہ کی جانب سے شائع کردہ پمفلٹ ''وسواس الشیطان علی قلب ملا عبد الرحمٰن یعنی عبد الرحمٰن فیصل آبادی کی مکاریاں'' میں پیش کیا گیا، اس کا کچھ حصہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ عوام الناس کو معلوم ہو جائے کہ غیر مقلدین جس کو اپنے حلقہ احباب میں شامل کرنے پر خوش ہو رہے ہیں اور اس کو بلند و بالا القابات سے نواز رہے ہیں اس کی اصل حقیقت کیا ہے، مفتی سیاح الدین صاحب کاکاخیل نے لکھا ......

(۱) عبد الرحمٰن کو اس کے خاص استاد حضرت مولانا سکندر علی صاحب مرحوم نے عبد الشیطان کا نام دیا تھا کیونکہ وہ علم وعلماء کی توہین وتحقیر کیا کرتا تھا۔

(۲) اس نے لائل پور میں مدرسہ اشرف المداس کے نام سے مدرسہ بنا کر اس کو ذریعہ عیش ومعاش بنایا اور مدرسہ کی آمدنی کو ذاتی عیش وعشرت پر خرچ کرنے لگ گیا، اور سگریٹ وافیون خوری میں مبتلا ہوا۔

(۳) ۱۹۵۸ء میں ایک رات مدرسہ کی تمام قیمتی کتب لے کر فرار ہو گیا اور لاہور بھاگ گیا اور مدرسہ کی کتابیں فروخت کر کے ان دینی کتابوں کی قیمت سگریٹ کے دھوئیں میں اڑاتا رہا۔

(۴) جب کتابوں کا ذخیرہ ختم ہوا تو اشتراکیوں سے جاملا اور مشہور کمیونسٹ لیڈر مسٹر حنیف رامے کے رسالہ نصرت میں کام کرتا رہا اور اشتراکیت کا پرچار کرتا رہا۔

(۵) غیر مقلد ہونے کے بعد ان کے مدرسہ جامعہ سلفیہ میں مدرس مقرر ہوا مگر وہاں سے بھی بے آبروئی کے ساتھ نکال دیا گیا۔

(۶) اس نے شیعہ مناظر مولوی اسماعیل کے ساتھ دوستانہ قائم کر لیا اور اپنے آپ کو شیعہ عقائد کا معتقد ظاہر کیا تو مولوی اسماعیل نے اس کو اپنے مدرسہ درس آل محمد میں مدرس رکھ لیا لیکن مولوی اسماعیل کو جلد ہی احساس ہو گیا کہ اس کا مذہب و دین صرف مال اور عیش وعشرت ہے تو اس نے بھی اس کو مدرسہ سے نکال دیا۔

(۷) اس کے پرانے شاگرد بھی اس کو دین سے برگشتہ، آوارہ مزاج اشتراکی اور عیاش طبع سمجھ کر اس سے بے

زار ہیں، افیون اور چرس پر گزارہ کرتا ہے۔

(۸) لائل پور کی سڑکوں پر دیوانوں کی طرح پھرتا ہے، تین چار کمیونسٹوں اور آوارہ خیال ملحدوں کے حلقہ میں گھرا ہوا بیٹھا رہتا ہے۔

اب ایسے شخص کو اپنے حلقہ احباب میں شامل کرنے اور بڑے بڑے القابات سے نوازنے اور بڑے فخر سے اس کے مضمون کو شائع کرنے پر غیر مقلد حضرات خوشی کا اظہار کریں تو یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

چوتھے دن کی قربانی کے قرآنی ثبوت کا دعویٰ

مضمون نگار نے چوتھے دن کی قربانی کا قرآنی ثبوت کا عنوان قائم کر کے لکھا کہ ہم سنت رسول اللہؐ کے مطابق اس مسئلہ کے دلائل قرآن اور حدیث سے ترتیب وار پیش کرتے ہیں، ملاحظہ ہو، پھر اس کے تحت پہلی آیت پیش کی ''ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر'' پھر اس کا ترجمہ کرنے کے بعد لکھا کہ اس فرمان میں اسم اللہ کا ذکر ہے اور یہ اسم اللہ کا ذکر جانوروں پر ذبح کے وقت ہوا کرتا ہے اسلئے یہاں حلال جانوروں کے ذبح کرنے کا بیان ہے کہ مسلمان اللہ کا نام لے کر قربانی کے جانور کو ذبح کریں اور قربانی کے وقت کے لئے ایام معلومات مفرد ذکر کرنا تھا مگر یہاں دنوں سے مراد صرف تین دن نہیں بلکہ اس سے زائد ہیں، علم بلاغت میں یہ قاعدہ ذکر ہے کہ جب جمع قلت کی صفت جمع کا صیغہ آئے تو وہاں مراد تین سے زائد عدد ہوا کرتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ یہاں قربانی کے دن تین نہیں بلکہ تین سے زائد ہیں اور یہ چار ہیں اسی لئے صحابہ کرامؓ جو بلاغت کے ماہر تھے انہوں نے یہی تفسیر کی ہے۔الخ

جب مضمون نگار نے یہ کہا کہ ہم سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق اس مسئلہ کے دلائل قرآن وحدیث سے ترتیب وار پیش کرتے ہیں تو اس کا حق تھا کہ ثابت کرتا کہ چار دن کی قربانی کے جواز پر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو قولاً یا فعلاً یا تقریراً دلیل بنایا ہے حالانکہ ایسا نہ تو مضمون نگار ثابت کر سکا اور نہ ہی اس کے مضمون کو شائع کرنے والے ثابت کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام! مضمون نگار نے دعویٰ تو کیا کہ ہم سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق اس مسئلہ کے دلائل پیش کریں گے مگر عملاً سنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی ہے اس لئے کہ تفسیر ابن کثیر میں ایام معدودات کی

تفسیر میں حضرت عقبہ بن عامرؓ کی مرفوع روایت بھی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید ہیں اور یہ کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں مگر مضمون نگار نے اس مرفوع روایت کو نظر انداز کر کے اپنے مفاد کی خاطر بے سند اور دعویٰ سے بے تعلق اقوال صحابہؓ کا سہارا لیا، کیا مرفوع روایت کو چھوڑ کر قول صحابی کو لینا دعویٰ کی خلاف ورزی نہیں ہے، مگر مفاد پرستوں کو اس سے کیا سروکار۔

قرآن کریم کا ترجمہ اور سرسری طور پر تفسیر جاننے والا بھی جان سکتا ہے کہ مضمون نگار کی پیش کردہ آیت کریمہ میں چار دن کی قربانی کے جواز کا اشارہ تک نہیں پایا جاتا، اسی لئے اس نے تین دن سے زائد قربانی کا جواز ثابت کرنے کے لئے فن بلاغت کے ایک قاعدہ کا سہارا لیا کہ جب جمع قلت کی وصف جمع لائی جائے تو اس جمع سے تین سے زائد عدد مراد ہوا کرتا ہے، حالانکہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے اس لئے کہ اسی پیش کردہ آیت کے شروع رکوع میں ہے **الحج اشہر معلومات** یعنی حج کے مہینے معلوم ہیں، اس میں اشہر جمع قلت ہے شَھْرٌ کی اور اس کی وصف معلومات جمع ہے تو قاعدہ کے مطابق اس میں تین سے زائد مہینے حج کے ہونے چاہیے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ حج کے مہینے تین ہیں اور بعض کے نزدیک دو مہینے دس دن ہیں، تین سے زائد حج کے مہینے کسی کے نزدیک نہیں ہیں، اسی طرح قرآن کریم میں ہے **فعدۃ من ایام اُخر** یعنی اگر کسی کے رمضان کے روزے رہ جائیں تو دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر گنتی پوری کرلیں، اس میں ایام جمع قلت ہے اور اس کی وصف اُخر جمع ہے تو مضمون نگار کے بیان کردہ قاعدہ کے مطابق اگر اس سے تین سے زائد عدد مراد ہوں تو مطلب یہ بنتا ہے کہ تین سے زائد دنوں میں قضاء کریں اب اگر کسی کا ایک یا دو یا تین روزے رہ گئے ہوں تو اس کی قضاء کا حکم قرآن کریم سے ثابت نہیں ہوتا حالانکہ ایسا آج تک نہ کسی نے کہا اور نہ ہی کوئی ایسا کہنے کی جرأت کرسکتا ہے، اگر ایام معلومات میں جمع قلت کی وصف جمع آنے کی وجہ سے تین دن سے زائد مراد ہیں تو پھر غیر مقلد حضرات اسی قاعدہ کے مطابق اشہر معلومات میں بھی حج کے مہینے تین سے زائد مانیں اور ایام اُخر میں صرف تین سے زائد دنوں میں قضاء کریں اگر اس سے کم روزے رہ گئے ہوں تو اس کی قضاء کا حکم نہ دیں تاکہ قاعدہ پر عمل پورا پورا ہوسکے۔

پھر یہ بات بھی نظر انداز کرنے کے لائق نہیں کہ مضمون نگار نے فن بلاغت کے قاعدہ کا سہارا لیا ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ فنون کے تمام قواعد ظنی اور قیاسی ہوتے ہیں قطعی نہیں ہوتے جس سے واضح ہوگیا کہ اس آیت سے استدلال کا مدار ظن اور قیاس پر ہے، اس ظن اور قیاس کا سہارا لے کر بھی مضمون نگار کو مقصد حاصل نہ

ہوا اس لئے اس سے تین دنوں سے زائد دن تو اس نے مراد لے لئے مگر چار دن کے تعین کے لئے اس کو پھر سہارے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس نے مرفوع روایت کو چھوڑ کر اور قول صحابی حجت نیست کا پرچار کرنے والے طبقہ میں شامل ہونے کے باوجود بعض صحابہ کرامؓ کے ضعیف اقوال کا سہارا لیا اور بعض صحابہ کرامؓ کے اقوال کا خود ساختہ مفہوم لے کر مطلب برآری کی ناکام کوشش کی

جب اپنا مقصد حاصل کرنے کیلئے ظن اور قیاس اور پھر بے سند اقوال صحابہؓ کا سہارا لیا گیا ہے تو انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ عوام الناس کو واضح طور پر بتایا جاتا کہ چار دنکی قربانی کے جواز کا ثبوت نص صریح سے نہیں بلکہ ظن اور قیاس کے ذریعہ سے ہے مگر مضمون نگار نے انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ دعویٰ کیا کہ خلاصہ یہ کہ قرآن کی نص صریح سے یہ ثابت ہے کہ قربانی چار دن تک جائز ہے۔

علماء اصول کے قواعد کی روشنی میں تو اس آیت سے نص کی کسی ایک قسم سے بھی چار دن کی قربانی کا جواز ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ نص صریح سے ہو۔

نص صریح عبارۃ النص کو کہا جاتا ہے جس میں عبارت ہی سے مسئلہ کا ثبوت ہوتا ہے، مضمون نگار صاحب تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اب اس کے مضمون کو شائع کرنے والے حضرات ہی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے ایسے الفاظ کی نشاندہی فرمادیں جن میں چار دن کی قربانی کے جواز کی صراحت ہے تا کہ ہمیں بھی پتہ جائے کہ چار دن کی قربانی کے جواز پر نص صریح موجود ہے، اگر غیر مقلدین کے نزدیک نص صریح کی تعریف علماء اصول سے ہٹ کر کوئی اور ہے تو اس سے بھی آگاہ فرمادیں تا کہ اسکے مطابق بات کی جاسکے۔

حضرت ابن عمرؓ کا قول

مضمون نگار نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارہ میں لکھا کہ وہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں الایام معلومات ثلاثه ایام بعد یوم النحر یعنی یہ معلوم دن تین ہے عید کے دن کے بعد (۱۱/۱۲/۱۳ تاریخ تک قربانی ہے) تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۲۴۵ الخ۔

حیرانگی کی بات ہے کہ بحث ایام قربانی کی ہے مگر قول وہ پیش کیا جارہا ہے جس میں حضرت ابن عمرؓ ایام معلومات کی تفسیر فرمارہے ہیں جن میں خاص طور پر اللہ کے ذکر کی تلقین کی گئی ہے اور وہ ایام تشریق ہیں، یعنی ایام تشریق قربانی کا دن اور اس کے بعد تین دن ہیں۔

تفسیر ابن کثیر ص ۲۴۵ ج ۱ اور ص ۲۱۷ ج ۳ دونوں مقامات میں ایام معلومات کی حضرت ابن عمرؓ سے

تفسیر ایام تشریق کے بارہ میں ہے ہر آدمی سر کی آنکھوں کے ساتھ دیکھ سکتا ہے، ہاں ان لوگوں کو یقیناً نظر نہیں آئے گا جنہوں نے آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ رکھی ہے، پھر مضمون شائع کرنے والوں نے کس قدر چالاکی سے کام لیا ہے، کہ بین القوسین ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخ تک قربانی ہے لکھ دیا، اہل علم سے درخواست ہے کہ تفسیر ابن کثیر کے ان دونوں مقامات کو دیکھیں اور مضمون شائع کرنے والوں کی اس جسارت کی داد دیں کہ کیسے اس سے ۱۱، ۱۲، ۱۳، تاریخ تک قربانی کا مفہوم کشید کر رہے ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ کسی صاحب کو یہ شبہ لاحق ہو جائے کہ جب حضرت ابن عمرؓ نے ایام معلومات کی تفسیر میں ایام تشریق عید کا دن اور اس کے بعد والے تین دن بتائے ہیں تو یہی ان کے نزدیک قربانی کے دن بھی ہیں مگر اس شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے اس لئے کہ حضرت ابن عمرؓ کا قول قربانی کے بارہ میں تین دن کا ہی ہے، جیسا کہ امام مالکؒ نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا الاضحی یومان بعد یوم الاضحی (موطا امام مالک ص ۱۱۸)...... کہ قربانی کے دن کے بعد دو دن قربانی کے ہیں، امام نوویؒ نے فرمایا وقال ابو حنیفة ومالك واحمد يختص بيوم النحر ويومين بعده وروى هذا عن عمر بن الخطاب وعلى وابن عمر وانس (شرح مسلم ص ۱۵۳ ج ۲) امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، اور امام احمدؒ نے فرمایا کہ قربانی مختص ہے قربانی کے دن اور اس کے بعد دو دن کے ساتھ، اور یہی حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت انسؓ سے روایت کی گئی ہے۔

مضمون نگار نے ایام تشریق کے بارہ میں حضرت ابن عمرؓ کے قول کو ایام قربانی کے لئے ثابت کرنے کی ناکام جسارت کی اور اس کا مضمون شائع کرنے والوں نے نہ صرف آنکھیں بند کر کے اس کا مضمون شائع کیا بلکہ الٹا اس کو داد تحسین دینے لگے اسی کو مسلکی تعصب کہتے ہیں، پھر تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابن عمرؓ کے اس قول کے علاوہ بھی اس بارہ میں اقوال نقل کئے گئے ہیں ایک قول یہ ہے کہ ایام معلومات سے مراد ایام العشر ذی الحجہ کے پہلے دس دن ہیں، اور یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے کہ ایام معلومات سے مراد قربانی کا دن اور دو دن اس کے بعد ہیں (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ص ۲۱۷ ج ۳) حضرت ابن عمرؓ کے اقوال ایام تشریق کے بارہ میں تو مختلف ہیں مگر قربانی کے تین دن ہی ہونے میں ان کا قول وہی ہے جو امام مالکؒ اور امام نوویؒ نے نقل کیا ہے۔

حضرت علیؓ کا قول

مضمون نگار نے حضرت علیؓ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں فدل على ثلاثة

ایام بعد یوم النحر (تفسیر معالم التنزیل ص ۸۹)

حضرت علیؓ کا قول بھی ایام معلومات کے بارہ میں ہے جن میں خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی تلقین ہے، اس لئے کہ اس سے پہلے ایام معلومات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے یعنی عشر ذی الحجۃ فی قول اکثر المفسرین یعنی اکثر مفسرین کے قول کے مطابق ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے دس دن ہیں پھر آگے لکھا ہے ویروی عن علی انها یوم النحر وثلاثة ایام بعده اور حضرت علی سے روایت کی گئی ہے کہ یہ قربانی کا دن اور اس کے بعد تین دن ہیں۔ (معالم التنزیل ص ۲۸۸ ج ۳)

مضمون نگار نے تفسیر ابن کثیر کے جس صفحہ سے حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے اسی صفحہ میں صرف دو سطریں آگے حضرت علیؓ کا قول نقل کیا گیا ہے وقال علی بن ابی طالب هی ثلاثة یوم النحر ویومان بعده اذبح فی ایهن شئت وافضلها اولها حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ تین دن ہیں قربانی کا دن اور اس کے بعد دو دن، ان میں سے جس میں تو چاہے ذبح کر، اور ان ایام میں افضل ان میں سے پہلا دن ہے، حیرانگی کی بات ہے کہ مضمون نگار نے حضرت ابن عمرؓ کا قول تو تفسیر ابن کثیر سے نقل کیا ہے مگر حضرت علیؓ کا قول تفسیر ابن کثیر کو چھوڑ کر معالم التنزیل سے نقل کیا ہے حالانکہ تفسیر ابن کثیر میں حضرت علیؓ کا قول بالکل صاف اور صریح الفاظ میں موجود ہے۔ پھر مضمون نگار نے لکھا کہ حافظ ابن قیم نے تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؓ کا یہی مذہب تھا کہ قربانی کے چار دن ہیں، الخ۔ حضرت علیؓ کی جانب اس منسوب قول کی سند نہ تو حافظ ابن قیم نے ذکر کی ہے اور نہ ہی مضمون نگار نے، تو ایسے بلا سند قول کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے، اگر مضمون شائع کرنے والے ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور کے ذمہ دار حضرات کے پاس اس قول کی صحیح سند موجود ہے تو اس کو پیش فرما دیں ہم ان کے مشکور و ممنون ہوں گے۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول

مضمون نگار نے فتح الباری کے حوالہ سے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے یعنی معلوم دن عید کا دن ہے اور تین دن اس کے بعد ہیں، الخ۔ اس قول میں بھی قربانی کا کوئی ذکر نہیں بلکہ ایام معلومات کی تفسیر بیان کی گئی ہے جن میں خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تلقین کی گئی ہے، اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ کے اس قول سے ہوتی ہے جو تفسیر ابن کثیر میں ہے قال ابن عباس الایام المعدودات ایام التشریق والایام المعلومات ایام العشر (تفسیر ابن کثیر ص ۲۴۴ ج ۱) یعنی ایام معدودات سے مراد ایام تشریق اور

ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے دس دن ہیں جبکہ ایام قربانی کے بارہ میں علامہ ماردینیؒ نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے **الاضحی یومان بعد یوم النحر** قربانی کے دن کے بعد دو دن قربانی کے ہیں (الجوہر النقی ص ۲۹۶ ج ۷، بحوالہ مسئلہ قربانی ص ۳۰)

غیر مقلدین عموماً عوام الناس کو یہ باور کراتے ہیں کہ ہم حدیث کی کتابوں میں بخاری شریف کو ترجیح دیتے ہیں مگر حالت یہ ہے کہ وہ اپنے مفاد کے خلاف بخاری شریف کو بھی کوئی حیثیت نہیں دیتے، بخاری شریف میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ایام معلومات اور ایام معدودات کے بارہ میں لکھا ہے کہ ایام معلومات سے مراد ایام العشر ذی الحجہ کے دس دن ہیں اور ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں (بخاری ص ۱۳۲ ج ۱) امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ کا جو قول نقل کیا ہے اس کو چھوڑ کر اپنے مفاد کی خاطر فتح الباری سے ان کا قول لے لیا گیا، اب عوام الناس ہی فیصلہ فرمادیں کہ مفاد پرستی اور کس کو کہا جاتا ہے۔

مضمون نگار کی جانب سے پیش کردہ آیت کریمہ اور پھر حضرت ابن عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے اقوال میں اس کا اشارہ تک نہیں ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں بلکہ ان کے اقوال میں اسکی صراحت موجود ہے کہ عید کے دن کے بعد قربانی کے صرف دو دن ہیں، ان صریح اور واضح الفاظ میں اقوال کے باوجود مضمون نگار اور اس کا مضمون شائع کرنے والوں کی ستم ظریفی دیکھیں کہ وہ حضرت علیؓ، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا یہ مسلک ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ حضرات چار دن کی قربانی کے قائل تھے، اس سینہ زوری کا کیا علاج ہوسکتا ہے۔

دوسری آیت

مضمون نگار نے دوسری آیت پیش کی ہے **واذکروا اللہ فی ایام معدودات** حالانکہ اس میں بھی قربانی کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اور پہلے اس بات کی وضاحت کی جاچکی ہے کہ ان آیات میں ایام تشریق اور ایام العشر مراد ہیں۔

عجیب تحقیق

مضمون نگار نے اپنی عجیب تحقیق ظاہر کرتے ہوئے لکھا کہ منیٰ میں قیام کا مطلب ہی قربانی کرنا ہوتا ہے، الخ۔ اس تحقیق کی روشنی میں تو ثابت ہوتا ہے کہ جو بھی منیٰ میں ٹھہرے گا اس کو قربانی کرنی ہوگی حالانکہ اس کا تو کوئی بھی قائل نہیں ہے اس لئے کہ منیٰ میں ہر حج کرنے والا ٹھہرتا ہے خواہ وہ صرف حج کرنے والا ہو یا تمتع کرے یا قران کرے، اور بالاتفاق حج افراد یعنی صرف حج کرنے والا جو ہے اس پر قربانی نہیں

ہے اگر وہ کرے تو مستحب ہے اب قربانی اس پر نہیں ہے مگر منیٰ میں وہ بھی ٹھہرتا ہے تو یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ منیٰ میں قیام کا مطلب ہی قربانی کرنا ہوتا ہے، مضمون نگار صاحب تو مضمون لکھتے وقت نہ جانے کس حالت میں تھے اس کا مضمون شائع کرنے والوں کو تو اس پر غور کرنا چاہیے تھا۔

مضمون نگار نے جب لکھا کہ منیٰ میں قیام کا مطلب ہی قربانی کرنا ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ منیٰ میں ٹھہرنے کے سارے ایام قربانی کے ہیں جبکہ منیٰ میں تو آٹھویں ذی الحجہ کو جاتے ہیں تو کیا آٹھویں ذی الحجہ سے ہی قربانی کے دن شروع ہو جاتے ہیں، ایسا محقق مل جانے پر غیر مقلدین کو ہر سال خوشی کا اظہار کرتے ہوئے محقق کانفرنس کرنی چاہیے، پھر مضمون نگار نے علامہ ابن قیمؒ کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا کہ پھر منیٰ کے ایام تشریق کہلاتے ہیں اور ان سب دنوں میں نماز کی ہر جماعت کے بعد بلند آواز میں تکبیر پڑھنا بھی سنت ہے اور ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے اس لئے یہ سب دن قربانی کے جواز کے ہیں، (زاد المعاد ص ۲۴۶ ج ۱)...... مضمون نگار اور اس کا مضمون شائع کرنے والے حضرات کو علامہ ابن قیمؒ کی یہ عبارت پیش کرنے سے پہلے یہ تو سوچ لینا چاہیے تھا کہ نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیر پڑھنا تو یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کی صبح کی نماز سے ہی شروع ہو جاتا ہے، اگر نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیر پڑھے جانے والے دنوں میں قربانی کا جواز ہے تو پھر عید سے ایک دن پہلے یوم عرفہ میں بھی قربانی کا جواز ماننا چاہیے اور یہ بات بھی نظر انداز کرنی چاہیے کہ یہ انداز نہیں چوتھے دن کی قربانی کے جواز کے لئے چوتھے دن کی تکبیرات پر قیاس ہے اگرچہ قیاس مع الفارق ہے۔ عام حالات میں قیاس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے والے اپنا مطلب نکالنے کی خاطر قیاس کا سہارا لینے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہیں کر رہے۔

پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی حدیث

مضمون نگار نے حضرت جبیر بن معطمؓ کی مختلف سندوں سے مروی حدیث کو پہلی حدیث، دوسری حدیث تیسری حدیث اور چوتھی حدیث کا عنوان دے کر ذکر کیا ہے، مختلف سندوں کی وجہ سے اس روایت کو فن حدیث کے رو سے تو الگ الگ قرار دیا جا سکتا ہے مگر فقہی مسئلہ کے استنباط کے لحاظ سے یہ ایک ہی حدیث ہے، ایسے موقعہ پر اس کو چار حدیثوں کے طور پر پیش کرنا پڑھنے والوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والی بات ہے، حضرت جبیر بن مطعمؓ کی اس حدیث کے بارہ میں مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تمام طرق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے مگر اس کے باوجود مجموع طرق

سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کی کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہے، پھر مولانا سلفی صاحب مرحوم نے اس حدیث کی کمزوری کو اس حد تک محسوس کیا کہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ حضرت جبیر بن مطعمؓ کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں بلکہ مؤید ہے (ملاحظہ ہو فتاوی علمائے حدیث ص ۱۶۹، اور ۱۷۱ ج ۱۳) جب یہ روایت استدلال کی بنیاد ہی نہیں بن سکتی تو اس روایت کو چار حدیثوں سے استدلال کے طور پر پیش کرنا صرف خانہ پری ہے۔

ہم اپنے مہربانوں سے یہ سوال کرنے کی جسارت بھی کر رہے ہیں کہ اگر کوئی روایت سند کے لحاظ سے کمزور ہو مگر اس کی کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہو تو کیا آپ حضرات اپنے علاوہ کسی اور کو بھی یہ حق دینے کے لئے تیار ہیں کہ اس روایت پر عمل کرے یا یہ حق صرف آپ حضرات کو ہی حاصل ہے۔

پانچویں حدیث

مضمون نگار نے نیل الاوطار کے حوالہ سے حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی حدیث پیش کی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایام منی کلھا منحر یعنی منی کے سب دن قربانی کا وقت ہیں، الخ مضمون نگار نے تو کہہ دیا کہ اسامہ بن زید محدثین کے نزدیک ثقہ اور صادق راوی ہے مگر امام دار قطنی کہتے ہیں کہ امام یحییٰ بن سعید نے جب اسامہ عن عطاء عن جابر کی یہ روایت سنی ایام منیٰ کلھا منحر تو فرمایا تم گواہ بن جاؤ کہ میں نے اسامہ کی حدیث کو بالکل ترک کر دیا ہے، امام دار قطنی کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس کی حدیث ترک کر دی ہے (تہذیب التھذیب ص ۲۰۹ ج ۱ بحوالہ مسئلہ قربانی ص ۳۶) جس راوی کو یحییٰ ن سعید القطان اور امام بخاریؒ بالکل ترک کر دیں اس کو محدثین کے نزدیک ثقہ قرار دینا غیر مقلدین کی ہی بزأت ہو سکتی ہے، پھر غور کیا جائے تو اس حدیث کے ظاہر پر تو کسی کا بھی عمل نہیں ہے اس لئے کہ ایام منیٰ آٹھویں ذی الحجہ سے شروع ہو جاتے ہیں تو کیا اس حدیث کو دلیل میں پیش کرنے والوں کے ہاں قربانی کے دن آٹھویں ذی الحجہ سے شروع ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہی ہے تو اس کا برملا اظہار فرمایا جائے اور اگر ایسا نہیں تو پھر کچھ دنوں کو علیحدہ کر کے کچھ دنوں کو مراد لینا کیا حدیث میں موجود الفاظ کلھا کی مخالفت نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے حضرت جابرؓ کی روایت نقل کی ہے کنا لانا کل من لحوم بدننا فوق ثلاث منیٰ ہم منیٰ کے تین دنوں سے زائد اپنے بدنہ کا گوشت نہیں کھاتے تھے (فتح الباری ص ۲۲ ج ۱۰ بحوالہ اعلاء السنن ص ۲۳۸ ج ۱۷) اس روایت میں واضح ہے کہ حضرت جابرؓ قربانی کے تین ہی دن مراد لیتے ہے اس لئے کہ اگر چوتھا دن بھی ان کے نزدیک قربانی کا ہوتا تو وہ چار دن قربانی کا گوشت کھاتے۔

چھٹی حدیث

مضمون نگار نے چھٹی حدیث حضرت ابوسعید حذریؓ کی نقل کی ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ایام التشریق کلھا ذبح یعنی تشریق کے سب دن قربانی کے دن ہیں۔ الخ

اس روایت کے ظاہر پر بھی عمل نہیں ہوسکتا اس لئے کہ تکبیرات تشریق تو نویں ذی الحجہ سے شروع ہو جاتی ہیں تو کیا نویں ذی الحجہ کو بھی قربانی جائز ہے اگر نویں تاریخ کو خارج کر دیں تو حدیث میں موجود کلھا کی مخالفت لازم آتی ہے، پھر اس روایت میں ایک راوی معاویہ بن یحی الصدفی ہے جو ضعیف ہے، نیز اس روایت کی سند میں اضطراب بھی ہے جسکی وضاحت حضرات محدثین کرام نے فرمائی ہے، پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ابن ابی حاتم نے اپنے باب سے نقل کیا ہے کہ معاویہ عن الزہری عن سعید عن ابی سعید ھو موضوع یعنی امام ابو حاتم نے کہا کہ یہ روایت موضوع ہے۔ (بحوالہ اعلاء السنن ص ۲۳۷ ج ۱۷)

ساتویں حدیث

مضمون نگار نے معاویہ بن یحیٰ صدفی کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت بھی دلیل میں پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایام التشریق کلھا ذبح یعنی تشریق کے سب دن قربانی کے دن ہیں، الخ۔

اس میں بھی سارے ایام تشریق کا ذکر ہے تو کیا نویں ذی الحجہ کو بھی قربانی جائز ہے، نیز اس روایت میں بھی معاویہ بن یحیٰ صدفی ہے جو کہ ضعیف ہے، مضمون نگار نے ضعیف اور موضوع احادیث غیر متعلق اقوال کے ذریعے اپنا نظریہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جبکہ اس کے برخلاف صحیح حدیث موجود ہے، جس میں آتا ہے کہ ایک سال حضور علیہ السلام نے عید کے دن اعلان فرمایا کہ تین دن سے زائد تم قربانی کا گوشت ذخیرہ بنا کر نہ رکھو۔ یہ روایت بخاری اور مسلم وغیرہ میں متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔

اگر قربانی کے دن چار ہوتے تو آپ ﷺ چار دن سے زائد ذخیرہ بنا کر رکھنے سے منع فرماتے، ایسی صحیح اور صریح متفق علیہ روایت کو چھوڑ کر ضعیف روایات پر مدار رکھ چوتھے دن کی قربانی کے جواز کا نظریہ قائم کرنا غیر مقلدین کو ہی زیب دیتا ہے۔ امام شافعیؒ مجتہد ہیں وہ اپنے معیار پر اترنے والے استدلال سے مسئلہ اخذ کریں تو مجتہد کی حیثیت سے ان کے لئے جائز اور درست ہے مگر صرف قرآن و حدیث پر عمل کے دعویدار طبقہ کو یہ انداز ہرگز زیب نہیں دیتا، واللہ علی ما نقول وکیل۔